24A

یونیورسٹی گرانٹس کمیشن اور پاکستان کی تمام یونیورسٹیز کے نصاب کے عین مطابق

مطالعہ پاکستان

شیخ محمد رفیق

سٹینڈرڈ بک ہاؤس اردو بازار لاہور

24B

جملہ حقوق محفوظ

0300-4251050

اہتمام ——— چودھری فہد علی کبوہ

کمپیوٹر کمپوزنگ ——— غلام مصطفیٰ بھٹی

سرورق ——— ریحان شکیل: نیو آئی جی سکین

طباعت ——— حیدری پریس

اشاعت ——— 2020 2021

تعداد ——— 1100

قیمت ——— 250/- روپے

طباعت کا بھی ذمہ دار قرار دیتا ہے یہ ذمہ داری اس سے پہلے کوئی حکومت اٹھانے کو تیار نہ تھی۔ (دفعہ 31)۔

11۔ <u>عربی زبان کی تعلیم</u>: یہ دستور یقین دلاتا ہے کہ حکومت کی کوشش ہوگی کہ عربی زبان کی تعلیم کے لئے زیادہ سے زیادہ سہولتیں فراہم کرے۔ (دفعہ 31)

12۔ <u>اسلامی اصولوں کی ترویج</u>: سابقہ دساتیر کی طرح اس دستور میں بھی حکومت پاکستان نے وعدہ کیا کہ عوام کو اسلامی اصولوں سے آگاہ کیا جائے گا نیز ایسے سازگار حالات پیدا کیے جائیں گے جن میں پاکستان کے مسلمان اسلامی اصولوں کو اپنی انفرادی زندگی میں بھی نافذ کر سکیں اور ان کے اجتماعی معاملات بھی اسلام کی روشنی میں طے ہوں۔

13۔ <u>اسلامی کونسل کی تشکیل</u>: دستور 1973ء کی رو سے رائج الوقت قوانین کو اسلام کے مطابق ڈھالنے کے لیے نفاذ دستور سے نوے دن کے اندر اندر ایک اسلامی کونسل کی تشکیل کا فیصلہ کیا گیا جس کے ارکان کی تعداد کم از کم 8 اور زیادہ سے زیادہ 15 ہو اور جو اسلامی فقہ، معیشت، سیاست اور قانون کے ماہرین ہوں جن میں کم از کم دو ارکان ہائی کورٹ یا سپریم کورٹ کے جج ہوں یا رہے ہوں جس کا چیئرمین سپریم کورٹ یا ہائی کورٹ کا جج ہو اور جس میں خواتین میں سے کم از کم ایک رکن ضرور شامل ہو اور جس میں تمام مکاتب فکر کی نمائندگی موجود ہو۔

اسلامی کونسل کو حسب ذیل فرائض سونپے گئے تھے۔

(i) رائج الوقت قوانین کو اسلام کے مطابق ڈھالنے کے لیے ہر سال سفارشات پیش کرنا جن پر پیش ہونے کے بعد چھ ماہ کے اندر مرکزی و صوبائی اسمبلی میں غور کرنا ضروری تھا۔

(ii) مسلمانان پاکستان کی زندگی کو اسلام کے مطابق ڈھالنے کے لیے سفارشات پیش کرنا اور نفاذ اسلام کے لیے تجویز کرنا۔

(iii) ان تمام امور کے بارے میں اپنی رائے دینا جن کے بارے میں صدر مملکت یا کوئی صوبائی گورنر اس سے رائے طلب کرے یا مرکزی مقننہ یا کوئی صوبائی اسمبلی 2/5 دونوں سے رائے دینے کے لیے اس کی طرف بھیجے۔

اسلامی کونسل کو تمام قوانین کو اسلام کے اصولوں کے مطابق ڈھالنے اور اسلامی قوانین کی ترتیب و تدوین کا کام سات سال کے اندر مکمل کرنا لازم تھا۔

14۔ <u>ختم نبوت</u>: یوں تو ختم نبوت پر ایمان صدر و وزیر اعظم کے حلف میں بیان کیے گئے عقائد میں پہلے ہی واضح تھا لیکن قادیانی فرقہ اس کو توڑ مروڑ کر خود بھی مسلمانوں میں شامل ہو رہا تھا بعد میں دستور میں ترمیم کر کے وضاحت کر دی گئی کہ ہر وہ شخص جو محمد ﷺ کو آخری نبی نہیں مانتا مسلمانوں میں شمار نہیں ہوتا قادیانیوں اور لاہوری مرزائیوں کو مسلمانوں کی تعریف سے نکال دیا گیا۔

کر سکیں گے۔ بد قسمتی سے عملاً اصلاحات کو نافذ نہ کیا جا سکا اور بعد میں آنے والی حکومتوں نے یوٹرن (Uturn) لے لیا۔

17۔ قادیانیوں کے بارے میں فیصلہ: قادیانیوں کو بھٹو حکومت ہی نے اقلیت قرار دے دیا تھا لیکن انہیں اس سے کچھ زیادہ فرق واقع نہیں ہوا تھا اس لیے کہ وہ مسلمانوں والے نام رکھتے تھے اپنے آپ کو مسلمان کہتے تھے اور بدستور اسلام کے پردے میں اپنے مذہب کی تبلیغ کر رہے تھے 1984ء میں ضیاء حکومت نے ان کے ہم رنگ زمین دام کو ختم کرنے کا فیصلہ کیا اور ایک آرڈیننس جاری کیا جس کی رو سے انہیں شعائر اسلام کے نام استعمال کرنے سے منع کر دیا گیا مثلاً وہ اپنی عبادت گاہ کو مسجد نہیں کہہ سکتے نہ اسے مسجد کی شکل دے سکتے ہیں وہ اپنی عبادت گاہ کے لیے پکار کو اذان نہیں کہہ سکتے اور نہ وہ مرزا غلام احمد کے ساتھیوں کو صحابہ کرام کہنے کے مجاز ہیں۔ عشرہ مبشرہ اور ام المومنین کی اصطلاحیں بھی وہ مرزا کے ساتھیوں اور بیگمات کے لیے استعمال نہیں کر سکتے اس آرڈیننس سے یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ قادیانیوں کو اگر پاکستان میں رہنا ہے تو انہیں اپنے آپ کو غیر مسلم تسلیم کرنا ہوگا۔

نفاذ شریعت آرڈیننس 1988ء

نفاذ شریعت جنرل ضیاء الحق مرحوم کی حکومت کا بنیادی نعرہ تھا 8 سال بعد 1985ء کے عام انتخابات کے نتیجہ کے طور پر محمد خاں جونیجو کی زیر قیادت جمہوری حکومت قائم ہوئی نئی حکومت نے ضیاء دور کی اس پالیسی کی مخالفت نہ کی لیکن نفاذ شریعت کے بارے میں اس گرم جوشی کا مظاہرہ بھی نہ کیا جس کی امیدیں اس سے لگائی گئی تھیں تین سال بعد جب بعض امور پر صدر اور وزیر اعظم کے درمیان اختلافات پیدا ہوئے تو جنرل صاحب نے آٹھویں ترمیم کی رو سے حاصل کردہ اختیارات استعمال کرتے ہوئے مئی 1988ء میں قومی اسمبلی توڑ دی اور عوام کو مطمئن کرنے کے لیے 15 جون 1988ء کو شریعت آرڈیننس جاری کر دیا جس کی رو سے۔

(i) شریعت کو ملک کا بالاتر قانون (سپریم لاء) قرار دیا گیا اور وفاقی شرعی عدالت کو یہ اختیار دیا گیا کہ وہ رائج الوقت قوانین کے بارے میں فیصلہ کر سکے کہ وہ شریعت سے متصادم ہیں یا نہیں۔

(ii) علماء اور اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد کے فارغ التحصیل گریجوایٹس کو عدالت میں پیش ہونے کا حق دیا گیا۔

(iii) وفاقی حکومت نے امور شریعہ کے بارے میں مشورہ کرنے کے لیے مفتی مقرر کرنے کا اختیار بھی حاصل کیا۔

(iv) شرعی قوانین کی تعلیم و ترویج کے لیے شریعت اکیڈیمی کے قیام، سیمیناروں کے انعقاد اور اس طرح کے دوسرے اقدامات تجویز کیے گئے۔

(v) مالیاتی امور کو وقتی طور پر شرعی عدالت کے دائرہ اختیار سے باہر رکھا گیا لیکن ایک کمیشن مقرر کرنے کی شق رکھی گئی جو ایک سال میں سود کے خاتمے اور دیگر معاملات کے بارے میں رپورٹ دینے کا پابند تھا۔

(vi) ماہرین تعلیم، صحافیوں، علماء اور منتخب نمائندوں پر مشتمل ایک تعلیمی کمیشن بھی تجویز کیا گیا جسے ایک سال میں اسلام کی روشنی میں تعلیم کی اصلاح کی تجاویز پیش کرنی تھیں۔

(vii) نشریاتی اداروں کے ذریعے اسلامی اقدار کی ترویج کے لیے اقدامات اور اسلامی نظریاتی کونسل کی تشکیل اس آرڈیننس کے دیگر قابل ذکر پہلو تھے۔

پاکستان میں مذہبی اقلیتوں کے حقوق

اسلامی اصولوں کا تقاضا: اسلام نے دوسرے مذاہب کے پیروکاروں کے ساتھ فراخدلانہ رویہ اختیار کرنے کی تلقین کی ہے۔ حضور ﷺ کا اپنا طرز عمل خلفائے راشدین اور بعد کی مسلم حکومتیں سب غیر مسلموں کے ساتھ فراخدلانہ رویہ ہی اختیار کرتی رہی ہیں۔ میثاق مدینہ اور حضرت عمر فاروق کے بیت المقدس کی فتح کے موقعہ پر معاہدے میں وضاحت ہے کہ ان پر پابندی صرف اس وقت لگائی جاتی ہے جب وہ اسلامی ریاست کو نقصان پہنچانے کی کوشش کریں یا ایسا رویہ اختیار کریں جو مسلمانوں کے لئے مضرت رساں ہو۔

اقلیتوں کی تعداد: تصویر کا صحیح رخ دیکھنے کے لئے یہ ضرور ذہن میں رکھنا چاہیے کہ اقلیتیں کل آبادی کا 3.12 فیصد ہیں جن میں سے 1.59 فیصد عیسائی، 1.6 فیصد ہندو (نیچ ذات ہندوان کے علاوہ ہیں۔) 3. فیصد کے قریب قادیانی اور دیگر مذاہب کے لوگ ہیں۔

معاشرتی مساوات: پاکستان میں بھارت کی طرح چھوت چھات کا رواج نہیں ہے بسوں اور گاڑیوں اور تفریحی مقامات پر مسلمانوں اور غیر مسلموں کے درمیان کوئی امتیاز نہیں برتا جاتا۔ اس کا امکان ہوتا ہے کہ بس کی ایک سیٹ پر ایک مسلمان اور ایک نیچ ہندو دونوں اکٹھے بیٹھے ہوں صرف پیشے کے اعتبار سے یہ فرق ہوتا ہے کہ صفائی کرنے والے لوگ گھر والوں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا نہیں کھاتے اب تو گھروں میں صفائی کرنے والی بیشتر عورتیں مسلمان ہوتی ہیں۔

قانون کی نظر میں مساوات: پاکستان میں قانون کی نظر میں سب مساوی ہیں اور عدالتیں فیصلہ کرتے وقت یہ کبھی نہیں پوچھتیں کہ ملزم یا سائل کا مذہب کیا ہے۔

معاشی ترقی کے مساوی مواقع: تجارت وصنعت میں مسلمانوں اور غیر مسلموں کے لئے ترقی کے یکساں مواقع ہیں بلکہ عیسائیوں اور ہندوؤں کے لئے مواقع نسبتاً زیادہ ہیں کیونکہ سرکاری دفاتر